کرپٹو اور عام کرنسی کا تعارف اور اس کے اقسام واحکام کا تحقیقی جائزہ

An Introduction to Crypto and Conventional Currencies: A Research-Based Examination of Their Types and Rulings

Muhammad Suleman Khan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies
Federal Urdu University of Arts,
Science and Technology, Karachi
Dr. Hafiz Muhammad Sani
In-charge Dean,
Faculty of Arabic and Islamic Studies,
Federal Urdu University of Arts,
Science and Technology, Karachi
Email: m.sani@fuuast.edu.pk

Abstract
In summary, a system for the buying and selling of goods has existed in the world since the very beginning. At times, goods were exchanged for other goods; at other times, they were purchased using gold or silver, or through the use of standard banknotes and coins. Throughout these various forms, a common thread—a set of essential characteristics—defines what constitutes currency. Specifically, it must possess three attributes: first, it must serve as a medium of exchange; second, it must be generally recognized as a store of value (or 'wealth'); and third, it must be capable of being stored. In the field of economics, anything that embodies these three characteristics is classified as currency. Currency can be categorized in various ways based on different criteria. In terms of its nature—whether intrinsic or conventional—currency is divided into two types: *intrinsic* (or natural) currency, such as gold and silver; and *conventional* currency, which people have designated as currency through their mutual dealings. Regarding intrinsic currency, if the items being exchanged are of the same category (e.g., gold for gold), then immediate possession (*qabd*) within the same session is mandatory, and any disparity in quantity is impermissible. Conversely, if the items are of different categories (e.g., gold exchanged for silver), then a difference in quantity is permissible, provided that possession of the items takes place within the same session. As for conventional (fiat) currency, there are two scenarios. In the first scenario—where the currencies being exchanged belong to the same country—taking

possession during the same session (*majlis*) is a requirement, and any disparity in value (i.e., an unequal exchange) is not permissible. In the second scenario—where the currencies belong to different countries—taking possession during the same session remains mandatory, but a disparity in value is permissible. As for Bitcoin or any other virtual currency, it is merely a fictitious currency rather than a real, genuine one. Furthermore, digital currencies lack the fundamental attributes of actual currency. Moreover, dealings in digital currencies appear to involve elements of speculation (*satta*) and interest-based transactions (*riba*); therefore, purchasing Bitcoin or any other digital currency is not permissible. Similarly, trading in Bitcoin or any other digital currency—much like Forex trading—is impermissible. Consequently, one should refrain from engaging in such business until its proper, legitimate status is clearly established.

Keywords: Crypto Currencies, Examination, Rulings, Conventional Currencies, Riba, Islamic Finance, Legal Tender

کرنسی کی حقیقت وماہیت:

تمہید:

لوگوں کے درمیان عام طور پر زر مبادلہ کے لئے پہلے زمانوں میں اشیاء اور چیزوں کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوا کرتا تھا لہذا لوگ سامان کے بدلے سامان کو بھیجا کرتے تھے یہ ایک قسم کی کرنسی تھی، پھر لوگوں نے آہستہ آہستہ تبادلہ اشیاء میں سونے اور چاندی کو کرنسی کا درجہ دیدیا بعد میں اس کے باقاعدہ دراھیم اور دنانیر بننے لگے اور یہی اصل کرنسی تھی مگر رفتہ رفتہ اس کی جگہ کاغذی نوٹوں نے لے لیا جن کے پشت پر سونا اور چاندی ہوا کرتا تھا اور یہی ایک وقت تک بطور کرنسی کے چلتے رہے مگر اب اس وقت اس کاغذی نوٹ کے پیچھے کچھ بھی نہیں ہے بلکہ محض حکومت وقت کا اعتماد ہے اور یہی تمام اقوام عالم کے موجودہ دور کی کرنسی ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ کرنسی وہ زر قانونی ہے جو لوگوں کے درمیان آلہ تبادلہ ہو اور اس کا عام رواج ہو اور اشیاء کے لئے اسٹنڈرڈ اور معیار بن سکے۔ علماء معیشت نے کرنسی کی اپنے انداز میں مختلف تعبیرات فرمائی ہے، پروفیسر ڈاکٹر علامہ وھبۃ الزحیلی کرنسی کی اصلاحی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"واصطلاحا:هی كل مايتعامل به الناس من دنانيرذهبية،اودراهم فضيةاو فلوس(قطع معدنية من غير الذهب والفضة) نحاسية، او عملات ورقية."١

ترجمہ: "نقد اصطلاح میں ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جس کے ذریعے لوگ عام معاملاتِ زندگی نمٹاتے ہوں چاہے وہ سونے کے دنانیر، چاندی کے دراہم یا پھر لوہے کے سکے (جو کہ سونے اور چاندی کے علاوہ سے بنتے ہیں) یا پیتل کے ہوں یا پھر کاغذی کرنسیاں ہوں۔"

علامہ وھبہ زحیلی کے اس تعریف سے یہ بات منقح ہوگئی کہ ہر وہ شی جو کسی بھی قسم کے تبادلہ میں مانی اور قبول کی جاتی ہو اور اس کے ساتھ قیمت کو بھی پرکھنے اور جانچنے کا اسٹینڈرڈ بن سکتی ہو تو اسے ہی زر میں شمار کیا جائیگا چاہے وہ کسی بھی ہیئت و شکل میں ہو، سونا ہو، چاندی ہو، لکڑی ہو یا پھر پتھر ہو، جیسا کہ علامہ سلیمان بن منیع مزید اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"فلایصح اعتبار ماکان وسیطاً للتبادل الخاص نقداً کان یتفق اهل بلد او محلة علی اعتبار البیض مثلاً مقیاساً للتقویم والثمنیة لعدم قبولاًعاماًفی جمیع المبادلات۔"۲

ترجمہ:

"اس چیز کو زر میں شمار کرنا معقول نہیں جو عمومی آلۂ تبادلہ کا وسیلہ نہ ہو، بلکہ صرف ایک مخصوص شہر یا مخصوص علاقے والوں کے باہمی اتفاق سے زر کا کردار ادا کرنے کیلئے بحیثیتِ زر رائج ہو، مثلاً اگر انڈے کو قیمت اور ثمن کے اسٹینڈرڈ کو جانچنے کیلئے پیمانہ بنایا جائے تو یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ اسکو ایک ہی شہر یا ایک ہی محلہ میں تو اسٹینڈرڈ بنانا عقل کی بات ہے، لیکن عام تبادلہ کے لین دین میں اس کو مانا اور قبول نہیں کیا جائیگا۔"

یعنی ہر وہ چیز کہ جس کو اس طرح کی عام شہرت و قبولیت حاصل ہو کہ لوگوں کے ہاں اس چیز پر یقین واعتماد حاصل ہو چکا ہو، عام تبادلہ کا ذریعہ ہو، قیمت کو پرکھنے اور جانچنے کے لئے ہو اور خَدَمات وسامان کے حصول کے لئے عصرِ حاضر میں اسٹینڈرڈ ہو تو وہ چیز نقود میں سے شمار کیا جائیگا اور اس کی واضح وأتمّ دلیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی ہے:

"لقد هممت ان اجعل الدراهم من جلود الابل فقیل له اذن لابعیر فامسک۔"۳

ترجمہ:

"میں نے دراہم کو اونٹ کے کھال سے بنانے کا عزم کیا، تو عرض کیا گیا کہ پھر تو کوئی اونٹ باقی نہیں بچے گا، لہٰذا وہ یہ سن کر اپنے اس عزم سے رک گئے۔"

زر کی اقتصادی تعریف اور اس کے اوصاف کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کے اندر جنرل تبادلہ کی وصف پائی جائے وہ ثمن بننے کی صلاحیت رکھ سکتی ہے اور اس کے ذریعے اشیاء کا تبادلہ بھی ممکن ہو۔۴

علامہ سلیمان زر کی اقتصادی تعریف میں لکھتے ہیں:

"ومن الناحية المعنوية يرى علماء ا لاقتصاد أن للنقد ثلاث خصائص متى و جدت متحققة فى مادة ذاتية تعتبرهذه المادة نقدالهذه الخصائص:

١۔ان يكون وسيطاً للتبادل العام۔

٢۔مقياسا للقيم۔

٣۔مستودثروة۔"٥

ترجمہ: "ماہرینِ اقتصادیات فرماتے ہے کہ نقد وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل تین اَوصاف پائے جاتے ہوں جب کسی بھی مادے میں یہ تین اوصاف موجود ہونگے تو اسے نقد شمار کیا جائے گا:

ا۔وہ عام تبادلے کا آلہ ہو۔

۲۔قیمت کو پرکھنے کا اسٹینڈرڈ ہو۔

۳۔انسان کی مالیاتی اسٹیٹس کی حفاظت و نگرانی کرنے والا ہو۔"

مذکورہ بالا تعریفات و تشریحات، فقہاء کے زرین ملفوظات اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد گرامی سے یہ بات منقح ہوگئی کہ قیمتوں کے لئے اسٹینڈرڈ صرف اور صرف سونا، چاندی نہیں بن سکتا، بلکہ ہر وہ چیز جو جنرل ایکسچینج کیلئے بازار میں وسیلہ بننے کے قابل ہو، وہ چیز قیمتوں کا اسٹینڈرڈ ہو اور عوام الناس اس چیز پر یقین و بھروسہ کرنے کے ساتھ ساتھ بحیثیتِ خزانہ و دولت اسے جمع کر کے اپنے ملکیت میں محفوظ کر کے رکھتے ہوں، تو وہ نقد کہلا سکتا ہے۔ زمانہ کی تغیرّات و تبدیلیوں نے نقود کی اس صورت حِالت کو کاغذی کرنسی کی طرف دھکیل کر آپہنچایا۔ اگر مذکورہ بالا اَوصاف کوّمد نظر رکھ کر کاغذی کرنسی میں یہ خوبیاں دیکھی جائیں تو سب کے سب اَوصاف اس میں موجود ہیں۔

کرنسی کے اقسام:

دنیا کے جتنے بھی ممالک اور ریاستیں ہیں ان کی کرنسی ہر ایک سے مختلف لحاظ سے مختلف ہے اسی طرح مختلف اعتبارات کو دیکھتے ہوئے کرنسی کے مختلف اقسام وانواع ہیں اس لئے علم معیشت کے ماہرین نے کرنسی کے مختلف اقسام بنائے ہیں ان اقسام میں مشہور مندرج ذیل ہیں:

استعمال کے لحاظ سے کرنسی کے اقسام:

عوامی اور لوگوں کے کرنسی کے استعمال کے لحاظ سے یعنی ان کی خاص حد تک قانونا ادائیگی کے لحاظ سے کرنسی کے دو قسمیں ہیں:

1۔ محدود زر قانونی(Limited Legal Tender)

2۔ غیر محدود زر قانونی(UnLimited Legal Tender)

1۔ محدود زر قانونی(Limited Legal Tender):

ایک ایسی کرنسی جس میں ایک خاص حد تک قانوناادائیگی کی جاسکتی ہیں، اس سے زائد مقدار دی جائے گی تو قانوناسے لینے پر مجبور نہیں کیاجائیگا، جیسے:

۱۔ آنہ

۲۔ چونی

۳۔ آٹھ آنہ

۴۔ روپیہ

۵۔ دس روپیہ وغیرہ وغیرہ۔

علم اقتصاد میں اس کرنسی کو محدود زر قانونی(Limited Legal Tender)کہتے ہیں۔اس کو زر قانونی محدود اس لئے کہاجاتاہے کہ اگر کوئی بندہ دوسرے کو کچھ دیناچاہے تو یہ اس کو مجبور کرکے زیادہ مقدار میں نہیں دے سکتابلکہ محدود مقدار میں مثلاپانچ یادس ہزار تک دے سکتاہے۔٦

2۔ غیر محدود زر قانونی(UnLimited Legal Tender)

دوسری قسم جس میں قانوناادائیگی کی کوئی حد مقرر نہ ہو، اس کو غیر محدود زر قانونی(UnLimited Legal Tender)کہتے ہیں، جیسے دھات کا روپیہ وغیرہ۔٧

کرپٹو کرنسی:

کرنسی کی ایک اور تقسیم ہیں جو بنانے والے کے اعتبار سے اس لی تقسیم کی جاتی ہے، مگر مناسب معلوم ہوتاہے کہ سب سے پہلے اس کرنسی کی کچھ پہچان کرائی جائے بعد میں ان کی اقسام بیان کئے جایئے۔

کرپٹو کرنسی cryptocurrencyایک ورچوئل کرنسی سمجھی جاتی ہے، یہ کرنسی بنیادی طور پر رازداری کے اصولوں کو ملحوظ رکھتی ہے، نیز یہ اپنی نوعیت کی واحد کرنسی ہے، لیکن درحقیقت اس طرح کی کم از کم 60 کرپٹو کرنسیاں انٹرنیٹ پر موجود ہیں، جن میں سے 6 کرنسیاں اصل ہیں۔ چونکہ بٹ کوئن ایک آزاد مصدر کرپٹو کرنسی ہے، اس لیے اس کے بہت سارے نقل بنائے گئے ہیں اور اس میں کچھ اصلاحات کرکے دوسری نئی متنوع

کرنسی بنائی جاسکتی ہے۔ کرپٹو کرنسی کے تو ویسے بہت سارے اقسام وانواع ہیں مگر ان تمام میں سے مندرج ذیل اقسام مشہور ہیں:

1. Bitcoin
2. Ethereum
3. Ethereum Classic
4. Augur
5. Dash
6. Litecoin
7. Monero
8. NXT
9. Ripple
10. Stellar Lumens

کرنسی کی شرعی حیثیت:

جہاں تک اس کرنسی میں نوٹوں کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے اس پر سب سے پہلے برصغیر کے علماء نے قلم اُٹھایا ہے، مگر یہ بات بھی مد نظر رہنی چاہیئے کہ کہ اس کے باوجود مذکورہ مسئلے میں فقہاء امت کا کافی اختلاف بھی پایا جارہا ہے، ان مختلف فیہ نظریات میں درج ذیل معروف ومشہور ہیں:

1. نوٹ سونے اور چاندی کا بدل یا قائم مقام ہے۔
2. نوٹ سامان (Goods) ہے۔
3. نوٹ سونے اور چاندی کا متبادل ہے۔
4. نوٹ دھاتی سکوں (فلوس) کی طرح اصطلاحی زر ہیں۔
5. نوٹ بذات خود ثمن عرفی (Customary Price) ہے اور فلوس کے حکم میں ہے۔

ا۔ نوٹ سونے اور چاندی کا بدل اور قائم مقام:

پہلی رائے جو کہ اکثر علماء عرب کا ہے وہ یہ ہے کہ نوٹ اصل میں اس بات کا دستاویزی ثبوت ہیں کہ حاملِ نوٹ نے اس نوٹ کے جاری کنندہ سے اتنا سونا یا چاندی وصول پانا ہے، بالفاظ دیگر نوٹ سونے اور چاندی کا قائم مقام ہے، اس کے حق میں سب سے مضبوط دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ نوٹ پر یہ الفاظ تحریر ہوتے ہیں:

"حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کرے گا"

اس رائے کے مطابق نوٹوں کے ساتھ سونا چاندی خریدنا جائز نہیں، کیونکہ نوٹ کے ساتھ خریداری کا مطلب حقیقت میں اس سونے یا چاندی کے ساتھ خریداری ہے جو اس نوٹ کی پشت پر ہے اور شرعی اعتبار سے سونے کی سونے یا چاندی کی سونے کے ساتھ بیع میں دونوں طرف سے موقع پر قبضہ شرط ہے جو یہاں مفقود ہے، کیونکہ خریدار نے سونے کے بدلے سونا نہیں دیا بلکہ اس کی رسید دی ہے۔ چنانچہ تفسیر 'اضواء البیان' کے مصنف علامہ محمد امین شنقیطی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"وأنهاسند بفضة وأن المبيع الفضة التي هي سند بها ومن قرأ المكتوب عليها فَهم صحة ذلك،وعليه فلا يجوز بيعها بذهب ولا فضة ولو يدًا بيد لعدم المناجزة بسبب غيبة الفضة المدفوع سندها"٨

ترجمہ:

"یہ نوٹ چاندی کی رسید ہیں اور بیچی گئی چیز وہ چاندی ہے جس کی یہ رسید ہیں۔ جو ان پر لکھی عبارت پڑھے گا وہ اس رائے کا درست ہونا سمجھ جائے گا۔ اس رائے کے مطابق نوٹوں کی سونے چاندی کے بدلے بیع چاہے نقد ہو جائز نہیں، کیونکہ جس چاندی کی رسید دی جاتی ہے وہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے دونوں طرف سے موقع پر قبضہ کی شرط نہیں پائی جاتی۔"

جس طرح اس نقطہ نظر کے مطابق نوٹوں کے بدلے سونا چاندی خریدنا جائز نہیں، اسی طرح نوٹوں کے ساتھ مشارکہ یا بیع سلم درست نہیں کیونکہ اس نقطہ نظر کے مطابق نوٹ دَیْن (Debt) کی رسید ہے جب کہ شرعی اعتبار سے شراکت اور سلم میں سرمایہ نقد ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں یہ رائے اختیار کرکے ایک ملک کی کرنسی کا دوسرے ملک کی کرنسی سے تبادلہ (منی چینجر کا کاروبار) بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سونے کے بدلے سونے کی اُدھار اور کمی بیشی کا ساتھ بیع ہو گی جو شرعاً درست نہیں۔

مگر اس وقت اقتصادی میدان میں یہ موقف بالکل بھی درست نہیں کیونکہ اب نوٹ قرض کی رسید نہیں رہا بلکہ اب یہ خود قانونی زر بن چکا ہے اور ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ حکومت کوئی بھی چیز بطورِ زر اختیار کر سکتی ہے، اب نوٹ پر لکھی اس عبارت:

"حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کرے گا۔"

کا مطلب صرف یہ ہے کہ حکومت اس کی ظاہری قیمت فیس ویلیو کی ذمہ دار ہے اس کے علاوہ سونے اور چاندی کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

جسٹس علامہ عمر بن عبد العزیز المترک فرماتے ہیں:

"نوٹ رسید نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر یہ گم یا تلف ہو جائے تو اس کا مالک جاری کنندہ سے مطالبہ نہیں کر سکتا خواہ اس کے پاس ہزار گواہ ہوں اور اگر یہ حقیقی رسید ہوتا تو اس کو ضرور یہ اختیار ہوتا، کیونکہ قرض مقروض کے ذمے ہوتا ہے، رسید تلف ہونے سے ضائع نہیں ہوتا۔"۹

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ کاغذی نوٹ اور کرنسی بذات خود نہ سونا ہے اور نہ ہی سونے کا رسید یعنی کاغذی کرنسی کے پشت پر کوئی سونا اور چاندی نہیں ہے بلکہ یہ محض ایک نوٹ ہے جو حکومت وقت کے اعتماد پر لیا اور دیا جاتا ہے لہذا ایک نوٹ دوسرے نوٹ کے تبادلہ میں بیع صرف نہیں ہوگا اور نہ ہی ایک ملک کی کرنسی دوسرے ملک کے کرنسی سے تبادلے میں کوئی شرعی قباحت ہیں۔

۲۔نوٹ سامان Goods ہے:

بعض نامور علماء کے نزدیک نوٹ بذاتِ خود سامان Goods (جنس) کی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح کے دیگر سامان goods ہے اور حکومت وقت نے اسے ملک میں کرنسی قرار دی ہے تو حکومت کے اعتماد پر یہ کرنسی ہوگی کیونکہ حکومت جس چیز کو کرنسی قرار دے اور اس میں وہی گذشتہ تین شرائط پائی جائے تو وہ کرنسی ہو سکتی ہے لہذا کاغذی نوٹ بھی ایک کرنسی ہی ہوگا۔ مشہور مالکی فقیہ علیش مصری کی بھی یہی رائے ہے۔ علامہ محمد امین شنقیطی اس حوالے سے کچھ یوں فرماتے ہیں:

"وممن أفتى بأنها كعروض التجارة العالم المشهور عليش المصري صاحب النوازل، وشرح مختصر خليل، وتبعه في فتواه بذلك كثير من متأخري علماء المالكية"۱۰

ترجمہ:

"جن حضرات نے ان کے سامانِ تجارت ہونے کا فتویٰ دیا ہے، ان میں 'نوازل' اور 'شرح مختصر خلیل' کے مصنف مشہور عالم علیش مصری بھی شامل ہیں، بعد کے اکثر مالکی علماء نے بھی ان کے فتویٰ کی پیروی کی ہے۔"

اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ نوٹ قیمت بننے کی صلاحیت سے عاری ہے کیونکہ یہ نہ سونا ہے اور نہ چاندی ہے یہ تو سامان کی مانند ہیں۔ اس نظریہ کے مطابق ایک نوٹ کا دو نوٹوں کے ساتھ تبادلہ درست ہے، اسی طرح اس نظریہ کے مطابق نوٹوں میں زکوۃ اسی صورت میں واجب ہوگی جب ان کو فروخت کر کے نفع کمانا مقصود ہو۔ یعنی بذات خود ثمن کی بجائے نوٹ سامانِ تجارت قرار پا سکتا ہے۔ مزید برآں اس قول کی بنیاد پر نوٹ سے مضاربہ اور بیع سلم بھی جائز نہیں بنتی، کیونکہ یہ قیمت نہیں، سامان ہے۔

چونکہ یہ نظریہ خطرناک نتائج کا حامل ہے، اور اس سے سود کا دروازہ کھل جائے گا اور دیگر حرام اور باطل اموال کے لئے بھی آسانیاں پیدا ہوگی اس لئے عصر حاضر کے اہل علم اس کی تائید نہیں کرتے اور انہوں نے اس نظریہ کو غلط نظریہ قرار دے دیا ہے۔

نوٹ سونے اور چاندی کا متبادل:

تیسری رائے یہ ہے کہ نوٹ سونے اور چاندی کا متبادل ہیں، اگر اس کے پیچھے سونا ہو تو سونے اور اگر چاندی ہو تو چاندی کا متبادل ہو گا جس کا مطلب یہ ہوا کہ کاغذی نوٹ اور کرنسی کے پشت پر سونا اور چاندی ہے جب آدمی چاہے حکومت سے اس کاغذی نوٹ کے بدلے سونا اور چاندی لے سکتا ہے۔ ڈاکٹر عبد اللہ بن سلیمان منیع لکھتے ہیں:

"اس نظریہ کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ قیمت کے اعتبار سے یہ نوٹ اپنی اس اصل کی طرح ہے جس کے یہ بدل ہیں یعنی سونا اور چاندی کیونکہ ان کا اصل چاندی یا سونا ان کی پشت پر ان کے زرِ ضمانت کے طور پر موجود ہے اور مقاصدِ شرعیہ کا تعلق تو اصل اور حقائق سے ہے نہ کہ الفاظ اور ان کی بناوٹ سے۔"۱۱

اس نقطہ نظر کے مطابق نوٹوں کے باہمی لین دین میں سود کے احکام بھی جاری ہوں گے اور جب یہ دو سو درہم چاندی یا بیس دینار سونے کی قیمت کے مساوی ہوں تو سال کے بعد ان پر زکوۃ بھی واجب ہو گی۔ اسی طرح ان کے ذریعے بیع سلم بھی درست ہو گی۔

لیکن یہ رائے بھی کمزور ہے کیونکہ اس کی بنیاد اس نظریہ پر ہے کہ نوٹ کی پشت پر سونا یا چاندی ہے حالانکہ امر واقع میں ایسا نہیں، اس وقت دنیا میں کوئی ملک اور ریاست ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ کر نوٹ چاپتے ہوں کہ بوقت مطالبہ ہم سونا اور چاندی ادا کرینگے لہذا مذکورہ نظریہ حقیقت کے برخلاف ہے۔

نوٹ اصطلاحی زر:

اس سلسلہ میں چوتھی رائے یہ ہے کہ جیسا کہ نوٹ دھاتی سکوں (فلوس) کی طرح اصطلاحی زر ہیں، مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کے بارے میں لکھا ہے:

"الرابع ما هو سلعة بالأصل وثمن بالاصطلاح كالفلوس... إلى أن قال إذا علمت هذا فالنوط هو من القسم الرابع سلعة بأصله لأنه قرطاس وثمن بالاصطلاح لأنه يعامل به معاملة الأثمان۔"۱۲

ترجمہ: "مال کی چوتھی قسم وہ ہے جو اصل میں تو مال ہے لیکن اصطلاحی لحاظ سے زر ہے جیسے دھاتی سکے ہیں...جب یہ معلوم ہو گیا تو سنو! کہ نوٹ کا تعلق چوتھی قسم سے ہے جو حقیقت میں سامان ہے کیونکہ یہ کاغذ ہے اور اصطلاحی طور پر زر ہے، کیونکہ اس سے زر جیسا معاملہ کیا جاتا ہے۔"

لیکن یہ رائے اگرچہ کسی وقت معتبر سمجھی جاتی تھی اور لوگوں نے اس پر عمل بھی کیا مگر عصر حاضر میں یہ رائے اور نظریہ بھی قوی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اہل علم کے ہاں دھاتی سکوں میں زر کی بجائے سامان کا پہلو غالب ہے، یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہانہ تو کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ مکروہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی ان کو شراکت و مضاربت میں رأس المال بنانے کی اجازت دیتے ہیں۔ نیز ان میں زکوٰۃ بھی اسی صورت واجب قرار دیتے ہیں جب ان کو فروخت کر کے نفع کمانا مقصود ہو، بذات خود اس پر زکوۃ واجب نہیں ہو گا۔

کرنسی کے بارے میں قول راجح:

نوٹ کی شرعی حیثیت کے متعلق صحیح رائے اور قول راجح وہ نقطہ نظر ہے جس کا تذکرہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اسلام اور جدید معیشت میں کیا ہے کہ نوٹ دھاتی سکوں (فلوس) کی طرح مستقل زر ہیں۔۱۳

نوٹ سونے اور چاندی کی طرح مستقل زر کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ نوٹوں میں زر کی تمام صفات اور خصوصیات پائی جاتی ہیں جیسا کہ:

۱۔ قیمتوں کا پیمانہ۔

۲۔ اور قابل ذخیرہ بھی ہیں

۳۔ اور لوگ ان پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

فقہاء کرام کے یہاں یہی زر ہے اور شرعی اعتبار سے یہی زر کی حقیقت ہے جیسا کہ ہم شروع میں امام مالک کا یہ قول نقل کر آئے ہیں:

"لوأن الناس أجازوابينهم الجلودحتّٰى تكون لهاسكة وعين لكرهتها أن تُباع بالذهب والورق نظرة"۱۴

ترجمہ:

"اگر لوگ اپنے درمیان چمڑوں کے ذریعے خرید و فروخت کو رائج کر دیں یہاں تک کہ وہ چمڑے ثمن اور سکہ کی حیثیت اختیار کر جائے تو میں سونے چاندی کے بدلے ان چمڑوں کو اُدھار فروخت کرنا پسند نہیں کروں گا۔"

اس کا مطلب ہے کہ کسی بھی چیز کو خواہ وہ چمڑا ہی کیوں نہ ہو بطور زر اختیار کیا جاسکتا ہے چونکہ دلائل کے لحاظ سے یہ نقطہ نظر قوی ہے اور اس پر کئے گئے اعتراضات بھی زیادہ وزنی نہیں، اس لئے دور حاضر کے علماء کی اکثر وبیشتر مفتیانِ کرام کے فتاوی اور اہم فقہی اداروں کی قرار دادیں اسی کے حق میں ہیں۔ جسٹس علامہ عبداللہ بن سلیمان منیع کی بھی یہی رائے ہے۔۱۵۔ سعودی کبار علماء کی مجلس نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔۱۶

ہمارے اس مضمون کا ایک جزء چونکہ ورچوئل کرنسی بھی ہے لہذا ضروری ہے کہ اس کی شرعی حیثیت پر بھی بحث کی جائے، چنانچہ جب دارالعلوم دیوبند میں ورچوئل کرنسی کے حکم کے بارے میں یہ سوال پوچھا گیا تو دارالعلوم دیوبند کا فتوی کچھ یوں سامنے آیا:

ڈیجیٹل کرنسی کے متعلق مختلف تحریرات پڑھی گئیں اور اس کے متعلق غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ڈیجیٹل کرنسی محض ایک فرضی چیز ہے اور اس کا عنوان ہاتھی کے دانت کی طرح محض دکھانے کی چیز ہے اور حقیقت میں یہ فاریکس ٹریڈنگ وغیرہ کی طرح نیٹ پر جاری سٹے بازی اور سودی کاروبار کی شکل ہے، اس میں حقیقت میں کوئی مبیع وغیرہ نہیں پائی جاتی اور نہ ہی اس کے کاروبار میں بیع کے جواز کی شرعی شرطیں پائی جاتی ہیں۔

اور مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسے قانونی کرنسی کی حیثیت حاصل نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت اور اس کے ذریعہ کاروبار کی کسی بھی شکل سے گریز کرنا چاہیے۔

یہی فتوی علوم دینیہ کی معروف درس گا جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فتاوی میں بھی شائع ہو چکا ہے جس میں یہی تصریح کی گئی ہے کہ ورچوئل کرنسی کی حیثیت تاحال مشتبہ ہونے کی وجہ سے اس سے اجتناب کیا جائے۔۱۷۔ جو رائے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء کی ہے یعنی توقف، ماہر معیشت مفتی اعجاز احمد صمدانی کی ہے۔۱۸

مختصر یہ کہ بٹ کوئن یا کوئی اور ڈیجیٹل کرنسی، محض فرضی کرنسی ہے، حقیقی اور واقعی کرنسی نہیں ہے، نیز کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی میں واقعی کرنسی کی بنیادیں صفات نہیں پائی جاتیں، نیز ڈیجیٹل کرنسی کے کاروبار میں سٹہ بازی اور سودی کاروبار کا پہلو معلوم ہوتا ہے؛ اس لیے بٹ کوئن یا کسی اور ڈیجیٹل کرنسی کی خریداری کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی کی تجارت بھی فاریکس ٹریڈنگ کی طرح ناجائز ہے لہٰذا جب تک اس کی صحیح سمت متعین نہ ہو تب تک اس کاروبار سے پرہیز کیا جائے۔

اس بحث کا خلاصہ یہ کہ روزاول سے دنیا میں سامان کی خرید وفروخت کے لئے ایک سسٹم چلا آیا ہے کہ کبھی تو سامان کے بدلے سامان اور کبھی سونے اور چاندی کے بدلے سامان خریدا جاتا تھا جب کہ کبھی عام نوٹوں

اور سکوں سے سامان خریدا جاتا تھا مگر ان سب میں کرنسی کے لئے قدر مشترک یہ کہ اس میں تین صفات کا ہونا ضروری ہے ایک یہ آلہ تبادلہ ہو دوسرا یہ کہ عرفا اسے مال سمجھا جاتا ہو تیسرا یہ کہ قابل ذخیرہ ہو جب اور جس چیز میں یہ تین صفات پائی جائے گی اس کو علم اقتصاد میں کرنسی کہا جائے گا۔ کرنسی کے مختلف اعتبارات سے مختلف اقسام بنتے ہیں اصلی اور عرفی لحاظ سے کرنسی کی دو قسمیں ہیں ایک خلقی اور اصلی کرنسی جیسے کہ سونا اور چاندی، دوسرا عرفی کرنسی جس کو لوگوں نے اپنے تعامل سے کرنسی بنایا ہو، خلقی کرنسی کا حکم یہ ہے کہ اگر دونوں کی جنس ایک ہو جیسے دونوں طرف سے سونا ہو تو اس صورت میں مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے اور کمی بیشی بھی جائز نہیں ہے اور اگر جنس مختلف ہو جیسے کہ سونے کا چاندی کے مقابلے میں خرید و فروخت تو اس صورت میں کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ ایک ہی مجلس میں قبضہ ہو اور جہاں تک بات ہے عرفی کرنسی کا تو اس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ اگر دونوں ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ ہو تو اس صورت میں مجلس میں قبضہ بھی شرط ہے اور کمی بیشی بھی جائز نہیں ہے اور اگر دونوں الگ الگ ممالک کی کرنسی ہو تو اس صورت میں ایک مجلس میں قبضہ تو ضروری ہے مگر کمی بیشی جائز ہے۔ اور جہاں تک بات ہے بٹ کوئن یا کوئی اور ورچوئل کرنسی کا تو یہ محض ایک فرضی کرنسی ہے، حقیقی اور واقعی کرنسی نہیں ہے، نیز کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی میں واقعی کرنسی کی بنیادیں صفات نہیں پائی جاتیں، اور ڈیجیٹل کرنسی کے کاروبار میں سٹہ بازی اور سودی کاروبار کا پہلو معلوم ہوتا ہے، اس لیے بٹ کوئن یا کسی اور ڈیجیٹل کرنسی کی خریداری کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کرنسی کی تجارت بھی فاریکس ٹریڈنگ کی طرح ناجائز ہے لہٰذا جب تک اس کی صحیح سمت متعین نہ ہو تب تک اس کاروبار سے پرہیز کیا جائے۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، المعاملۃ المالیۃ المعاصرۃ، بحث النقود، دار الفکر، بیروت، ص:۱۴۹
2. عبد للہ بن سلیمان بن منیع، الورق النقدی، تاریخہ حقیقتہ قیمتہ حکمہ، مطبع الفرزدق التجاریۃ، ریاض، سعودی عرب، ۱۹۸۴ء، ص:۱۷
3. ڈاکٹر شوقی احمد، النظریۃ الاقتصادیۃ من منظوم الاسلامی، مکتبہ خریجی، سعودی عرب، ۱۹۸۴ء، ص:۳۱۱
4. ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، المعاملات المالیہ المعاصرہ ناشر: دار الفکر۔ بیروت، ص:۱۵۰
5. عبد للہ بن سلیمان بن منیع، الورق النقدی، تاریخہ حقیقتہ قیمتہ حکمہ، مطبع الفرزدق التجاریۃ، ریاض، سعودی عرب، ۱۹۸۴ء، ص:۱۷
6. عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت، ادارۃ المعارف، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص:۹۵
7. عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت، ادارۃ المعارف، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص:۹۵
8. عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت، ادارۃ المعارف، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص:۹۹
9. دکتور عمر بن عبد العزیز، الرباو المعاملات المصرفیۃ في نظر الشریعۃ الإسلامیۃ، دار العاصمہ، بیروت، س ن، ص:321
10. دکتور عمر بن عبد العزیز، الرباو المعاملات المصرفیۃ في نظر الشریعۃ الإسلامیۃ، دار العاصمہ، بیروت، س ن، ص:۲۰۷
11. ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کاغذی کرنسی کی تاریخ، ارتقا اور شرعی حیثیت، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۱۵ء، ص:60
12. بریلوی، مولانا احمد رضا خان، کفل الفقیہ الفاھم في أحکام قرطاس الدراھم، لاہور، شبیر برادرز، ص:33
13. عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت، ادارۃ المعارف، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص:۱۰۶
14. مالک بن انس، بروایہ سحنون بن سعید التنوخی، المدونۃ الکبریٰ، دار الحدیث القاہرہ، قاہرہ، ۱۴۲۲ھ، ج:۳، ص:۲۱۸
15. ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، کاغذی کرنسی کی تاریخ، ارتقا اور شرعی حیثیت، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۱۵ء، ص:۹۰
16. مجلۃ البحوث الإسلامیۃ، العقیلی، ۴ مئی ۲۰۲۳ء، الریاض، شمارہ نمبر:۱، ص:۲۲۱
17. ماہنامہ بینات، بنوری ٹاون، 27 فروری 2019ء، فتویٰ نمبر:120706، ص:۶۷
18. http://www.suffahpk.com/bitcoin-creptu-currency